٧٨٦

الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ

# مدارج ختم شریف

از قلم


فیض ملت محدث وقت علامہ محمد فیض احمد اویسی مدظلہ



ناشر

مکتبہ اویسیہ رضویہ

سیرانی روڈ بہاولپور

الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ
مدلل ختم شریف
از قلم
مفکر اسلام
شیخ القرآن حضرت علامہ محمد فیض احمد اویسی رضوی مدظلہ
بااہتمام عطا الرحمن اویسی
مکتبہ اویسیہ رضویہ
سیرانی روڈ بہاولپور (پاکستان)

بسم اللہ الرحمن الرحیم ط
نحمدہٗ و نصلی و نسلم علیٰ رسولہ الکریم

مرنے کے بعد انسان کو اپنے نیک اعمال سے فائدہ ہے اور برے اعمال سے
اگر توبہ نہیں کی تو عذاب ہے۔ (الا ماشاء اللہ) حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ
وسلم نے امت کی خیر خواہی پر اس کے مرنے کے بعد "ایصال ثواب" (ثواب
پہنچانا) کا قانون جاری فرمایا جس سے مردے کو مرنے کے بعد اگر عذاب کا مستحق
ہے۔ تو عذاب ٹل جائے۔ اور ایصال ثواب کا ایک طریقہ خیرات (کھانا کھلانا)
ہے اس کے ساتھ قرآن مجید کا ثواب بھی شامل ہو تو میت کو ہزاروں راحتیں
نصیب ہوتی ہیں۔ اسی لئے ہم اہلسنت میت کو مرنے کے بعد ایصال ثواب
کے مختلف طریقے عمل میں لاتے ہیں ان میں ایک طریقہ خیرات (کھانا کھلانا) کے
ساتھ "**ختم شریف**" بھی پڑھا جاتا ہے۔ اسے وہابی، دیوبندی و دیگر گمراہ
فرقے ناجائز بلکہ بعض ظالم تو اسے حرام کہہ دیتے ہیں۔ دلیل صرف یہ کہ حضور
علیہ السلام نے ختم شریف نہیں پڑھا صحابہ کرام سے ثابت نہیں وغیرہ وغیرہ
ان کے سوالات کے جوابات ہم آگے چل کر عرض کرتے ہیں۔ یہاں خیرات
(کھانا کھلانا) کے فائدہ کی ایک کہانی حاضر ہے۔

حکایت: ایک دولت مند کی کسی بزرگ سے دوستی تھی۔ وہ بزرگ بہت عرصہ کے
بعد اس دولت مند سے ملنے کے لئے آئے تو معلوم ہوا کہ اس کا انتقال ہو چکا
ہے۔ وہ بزرگ اس کی قبر پر تشریف لے گئے۔ انہوں نے دیکھا کہ عذاب ہو
رہا ہے واپس آکر اس کے ورثہ سے کہا کہ دیگیں پکاؤ جو آئے کھلاتے جاؤ۔
پھر جا کر دیکھا تو قبر ٹھنڈی ہو چکی تھی۔ اور عذاب ٹل چکا تھا۔ ولی اللہ تعالیٰ

ایسا بندہ کھانا کھا گیا جس کی دُعا سے عذاب ٹل گیا۔

ہفت روزہ خدام الدین لاہور، ۱۷ جولائی ۱۹۸۱ء۔ یہ رسالہ وہابیوں دیوبندیوں کا مرکزی ہفت روزہ ہے۔

**انکشاف** : "وہابی دیوبندی" اس لئے نہیں منع کرتے کہ انہیں دین کا درد ہے دین کا درد ہوتا تو یہ ہمارے ساتھ عرس۔ گیارہویں۔ میلاد شریف۔ جمعراتیں۔ سوئم۔ چہلم۔ قل خوانی کا کھانا نہ کھاتے۔ آزما کر دیکھ لیں کہ حرام۔ ناجائز۔ بدعت کہتے رہیں گے۔ جب، کھانے کا وقت آئیگا اوروں سے زیادہ کھا جائیں گے۔

منع کرنے کی ایک وجہ یہ ہے کہ یہ انگریز کی تیار کردہ نجدی (وہابی) تحریک کے حامی ہیں اسی لئے انہیں وہابی کہا جاتا ہے۔ انگریز نے معتزلہ فرقہ کے اصول کو دوسرا رنگ دیکر کھڑا کیا اسکی تفصیل فقیر کی کتاب "اعانۃ الاحباب بایصال الثواب اور مردہ کا سرمایہ" کا مطالعہ کریں۔

فقط

فقیر قادری محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہٗ : ۴ ج ۱۴۱۱ھ



**طریقہ ایصالِ ثواب** : صحیح طریقہ یہ ہے کہ جس عبادت کا ثواب پہنچانا منظور ہو۔ اس عبادت سے فراغت کر کے اللہ تعالیٰ سے دُعا کرے۔ کہ اے اللہ اس عبادت کا ثواب فلاں شخص کی رُوح کو پہنچا دے۔ مثلاً قرآن مجید کی سورتیں یا اور کوئی ذکر یا تسبیح وغیرہ پڑھکر یا نفل نماز پڑھکر۔ یا کسی محتاج کو کھانا کھلا کر یا کچھ دیکر۔ یا روزہ رکھکر۔ یا حج کر کے اللہ تعالیٰ سے دُعا کرے :۔

| | |
|---|---|
| اَللّٰھُمَّ اَوْصِلْ ثَوَابَ ھٰذِہٖ الْعِبَادَۃِ اِلٰی فُلَانٍ ۔ | الٰہی : اس عبادت (قرآت کلام وصدقہ طعام) کا ثواب فلاں کو پہنچا دے۔ |

عُلماء کا مشہور طریقہ ثواب پہنچانے کا یہ ہے :۔

اَللّٰھُمَّ اَوْصِلْ ثَوَابَ ھٰذِہٖ الْکَلِمَاتِ الطَّیِّبَاتِ الزَّاکِیَاتِ (قرآن مجید کے علاوہ اگر کسی اور چیز کا ثواب پہنچانا مطلوب ہو۔ تو اُس کا نام لے لیا جائے۔ مثلاً طعام پارچات۔ پانی وغیرہ) اِلٰی اَرْوَاحِ جَمِیْعِ الْاَنْبِیَآءِ وَالصُّلَحَآءِ وَالشُّھَدَآءِ خُصُوْصًا بر روح پُرفتوح معطر معنبر ترکی سُلطان الانبیاء و بُرہان الاولیاء جناب حَضْرَتْ اَحْمَدُ مُجْتَبٰی مُحَمَّد مُصْطَفٰی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَ اِلٰی اَزْوَاجِ الطَّاھِرَاتِ وَبَنَاتِ الْمُکَرَّمَاتِ وَاِلٰی اَزْوَاجِ خُلَفَآءِ الْاَرْبَعَۃِ وَسَائِرِ الصَّحَابَۃِ مِنَ الْمُھَاجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ خُصُوْصًا اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ اَبُوْبَکْرِ نِ الصِّدِّیْقِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ وَ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ وَاَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ وَاَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ علی ابْنِ اَبِیْ طَالِبٍ کَرَّمَ اللّٰہُ وَجْھَہٗ وَ اُمِّ الْمُؤْمِنِیْنَ خَدِیْجَۃِ الْکُبْرٰی وعَائِشَۃِ الزَّکِیَّۃِ وَ سَیِّدَۃِ النِّسَآءِ فَاطِمَۃِ الزَّھْرَآءِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُنَّ وَ سَیِّدِ الشُّھَدَآءِ اِمَام حَسَنْ وَاِمَام حُسَیْنْ وَ شُھَدَآءِ بَدْر وَ شُھَدَآءِ اُحُد وَ شُھَدَآءِ کَرْبَلَاءِ چہار پیر و چہار مذہب و چہار دہ خانوادہ

ودوازدہ دوام وچہاردہ معصومان پاک وامام اعظم ابوحنیفہ وامام شافعی وامام احمد حنبل وامام مالک رحمۃ اللہ علیہم وبروح حضرت پیران پیر شیخ محی الدین سید عبدالقادر جیلانی وشیخ الشیوخ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی وخواجہ خواجگان حضرت معین الدین چشتی وحضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند وحضرت مجدد الف ثانی سرہندی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین وجمیع مومنین ومومنات خصوصاً فلاں بن فلاں (نام میت) اِلٰهِی بِحُرْمَةِ هٰؤُلَآءِ الْحَضَرَاتِ اَحْسِنْ عَاقِبَتَنَا فِی الْاُمُوْرِ كُلِّهَا وَاَجِرْنَا مِنْ خِزْیِ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ وَتَوَفَّنَا مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنَا بِالصّٰلِحِیْنَ وَاغْفِرْ لَنَا وَلِوَالِدَیْنَا وَلِجَمِیْعِ الْمُؤْمِنِیْنَ اٰمِیْنَ بِرَحْمَتِكَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ

**دیوبندی وہابی کے گھر کی گواہی:** یہ لوگ ختم شریف و دیگر اکثر مسائل میں اہلسنّت زیادہ روڑہ اٹکاتے ہیں۔ فقیر انکے رسالہ (ہفت روزہ خدام الدین" لاہور شیرانوالہ گیٹ کے شیخ التفسیر کی نگرانی میں شائع ہونے والا) کا سالم مضمون ١٦ مئی ١٩٦٩ء صہ ٩/١ پیش کرتا ہے تاکہ مخالفین انکار کریں تو مار کھائیں۔ اسمیں کہا ہے۔

**ایصال ثواب کے دو طریقے:** ذکرِ الٰہی کے علاوہ ایصالِ ثواب کے متعلق وہ چیزیں پیش کرنی ہیں۔ ایک یہ کہ جب کسی کو ثواب پہنچایا جائے تو ثواب پہنچایا جائے تو ثواب پہنچانے کے دو طریقے لکھے ہیں۔ یہ دو طریقے حضرت امام ربّانی مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد سرہندی فاروقی نقشبندی قدس اللہ سرہٗ نوّر اللہ مرقدہ برد اللہ تعالیٰ مضجعہ، اپنے مکتوبات شریف میں فرماتے ہیں کہ اگر میّت کو اس طرح ثواب پہنچایا جائے جیسے میں کہوں۔ "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط یا اللہ اس بسم اللہ کا ثواب بہ طفیل نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فلاں بن فلاں کو پہنچا دے"۔ اور دوسرا طریقہ یہ ہے کہ آپ کہتے ہیں۔ "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط



یا اللہ! اس بسم اللہ کا ثواب اسی طرح ہر نیکی قرآن خوانی وغیرہ اور خیرات وغیرہ کا ثواب) فلاں بن فلاں کو پہنچا دے اور اسکے وہ رشتہ دار (اہلِ ایمان) جو فوت ہو چکے ہیں اُن کو پہنچا دے) تو فرمایا حضرت امام ربانی مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ دونوں طریقوں سے میّت کو ثواب پہنچانا درست ہے۔ اُس طرح بھی ٹھیک ہے۔ اِس طرح بھی ٹھیک ہے۔ دونوں طریقوں سے ثواب پہنچ جاتا ہے بہرحال ایک چیز یہ ہے کہ میت کو ثواب پہنچانے کے دو طریقے ہیں اور حضرت مجدد رح کے فیصلے کے مطابق دونوں طریقے ٹھیک ہیں۔

## براہِ راست ایصالِ ثواب کرنا زیادہ مفید ہے

ہاں حضرت مجدّدؒ نے یہ فرمایا کہ براہِ راست بھیجنا میّت کے لئے زیادہ مفید ہے اور بالواسطہ بھیجنا میّت کے لیے اتنا مفید نہیں جتنا زیادہ مفید ہے براہِ راست بھیجنا۔ اِس نکتے کو انہوں نے بیان بھی فرمایا کہ اگر کوئی چیز ایصالِ ثواب کیجائے بلاواسطہ براہِ راست کہ یا اللہ! اسکا ثواب میری امّاں کو پہنچے تو فرماتے ہیں کہ پھر وہ میّت وہ روح وہ انسان اس چیز کو لیکر حضور علیہ السلام کے سامنے پیش کرتا ہے کہ یہ آپ کی بدولت یعنی آپ نے راستہ بتلایا کہ اس ذریعے سے زندہ انسان مُردہ کو فائدہ پہنچا سکتا ہے۔ یہ حضورؐ کی برکت ہے کہ ہمیں موت کے بعد بھی خُدا کی طرف سے زندہ انسانوں کے ذریعے سے فائدے اور نعمتیں پہنچ رہی ہیں تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام خوش ہو کر کچھ بڑھا دیتے ہیں تو انعام و اکرام زیادہ ہو جاتا ہے اور اگر ایصالِ ثواب ہو تو طفیل تو وہ چیز اس راستے سے آتی ہے اس کے اندر بڑھاوٹ اور زیادتی اور کچھ اضافہ نہیں ہوتا۔ بہرحال کچھ ایسی انہوں نے چیز نہایت بہترین طریقے سے سمجھائی ہے اور فوقیت دی ہے (اِ) طریقے کو کہ براہِ راست ایصال ثواب کیا جائے۔

**تبصرہ اویسی غفرلہ** : اس مضمون کو منکرین ختم شریف اور دیگر جملہ افعال (قلخوانی جمعراتیں۔ گیارہویں۔ عرس) کے متعلق جھگڑا کریں تو "ملّا فی سبیل اللہ فساد" کے سوا کچھ نہیں، کیونکہ یہ جملہ اُمور ایصال ثواب ہیں صرف نام بدلے ہیں اور شریعت کا قانون ہے کہ نام بدلنے سے کام نہیں بگڑتا۔ جیسے حضور علیہ السلام کے مدرسہ کا نام صفہ اور طالب علموں کو اصحاب صُفّہ کہا جاتا۔ لیکن اب تعلیمگاہ (صفہ) کے ہزاروں نام بدل گئے ہیں (دار العلوم۔ درسگاہ۔ سکول۔ جامعہ۔ یونیورسٹی وغیرہ اصحاب صفہ سے بدل کر۔ طالب علم۔ شاگرد۔ متعلم۔ سٹوڈنٹ۔ تلمیذ وغیرہ۔

**بڑے مولوی دیوبندی مان گئے** : مضمون مذکور میں دیوبندی نے لکھا۔

(۱) تین طریقے ایصالِ ثواب کے ہیں یہ کس حدیث میں ہیں۔ اگر مفہوم ہے تو بدعت ہے اور کل بدعۃ ضلالۃ ہر بدعت گمراہی ہے) کا حکم کہاں گیا تو یہی ماننا پڑا یہ بدعت حسنہ ہے (یہی ہم منوانا چاہتے ہیں۔ لیکن یہ نہیں مانتے۔ (۲) دیوبندی نے لکھا کہ براہ راست ایصال ثواب کا یہ فائدہ ہے کہ میت اس چیز کو لیکر حضور علیہ السلام کے سامنے پیش کرتا ہے تو ثابت ہوا کہ مرنے کے بعد میت کو شعور ہے کہ دُنیا میں کیا ہو رہا ہے تو یہ غلط عقیدہ کہ وہ تو مر کر مٹی میں مل گیا تو پھر اس سے فائدہ لینا دینا کیا معنی۔ (۳) حضور علیہ السلام تو مدینہ پاک میں اور مُردہ کو ثواب ملا۔ پاکستان میں مثلاً تو مُردہ مدینہ پاک اتنا جلدی کیسے پہنچ گیا تو پھر کیوں نہیں مانتے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام حاضر و ناظر ہیں وہ برزخ قبر کا علم دنیا کا بھی پا (۴) دیوبندی نے لکھا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی طرف سے خوش ہو کر اسے بڑھا دیتے ہیں تو مان لو کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مختار کل ہیں ورنہ اگر (معاذ اللہ) عاجز محض ہیں۔ تو مردے کو خوش کر بڑھا دینے کا کیا مطلب۔ (نوٹ) الحمد للہ ہم اہلسنت اپنے اہل اموات



کو براہِ راست ایصالِ ثواب کر کے انہیں بارگاہِ حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے بے بہا انعامات دلوا رہے ہیں اور دیوبندی وہابی اس نعمت سے محروم ہیں۔

**فاتحہ خوانی کی وجہ تسمیہ** : اہلِ اسلام میں مدتِ مدید سے یہ دستور چلا آیا ہے۔ کہ جب کسی میت کے نام سے کچھ کھانا یا شیرینی دینا چاہتے ہیں تو سورہ فاتحہ اور سورہ تبارک وغیرہ پڑھکر دُعا اس میت کے لئے کرتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ سے درخواست کرتے ہیں کہ جو کچھ ہم نے پڑھا۔ اور یہ جو کچھ خیرات دیجاتی ہے۔ اس کا ثواب بطفیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فلاں میت کو پہنچے۔ عوام میں اس کا نام فاتحہ ہے۔ اسی لئے کہا جاتا ہے کہ آج فلاں میت یا فلاں بزرگ کی فاتحہ ہے۔ اصل میں فاتحہ نام ہے الحمد شریف کا۔ چونکہ الحمد شریف اس وقت پڑھی جاتی ہے۔ اس لئے اس کل عمل کا نام فاتحہ قرار پایا۔ تسمیۃ الکل باسم جزئہ ؛ کل شی کا اسکے جزء کے نام رکھنا اس کا عام طور پر جو طریقہ مروّج ہے۔ اس میں قرآن مجید سے مقامات ذیل ضرور سب کے سب پڑھے جاتے ہیں:۔

(۱) کوئی سورہ یا رکوع۔ مگر زیادہ تر سورہ حشر کی آخری آیات لَا یَسْتَوِیْٓ اَصْحٰبُ النَّارِ ۔ وَاَصْحٰبُ الْجَنَّةِ الایۃ پڑھنے کا رواج ہے۔ یا سورہ فتح کا آخری رکوع لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّءْيَا الایۃ پڑھتے ہیں۔ اگر زیادہ لمبا ختم کرنا ہو۔ تو سورہ فرقان یا سورہ ملک پڑھتے ہیں یا کوئی اور سورہ ؛

(۲) قل ھو اللہ احد تین بار ؛

(۳) معوذ تین ایک ایک بار ؛ یعنی سورۃ الفلق و سورۃ الناس

(۴) سورہ فاتحہ ایک بار ؛

(۵) سورہ بقرہ کی پہلی چند آیات تا هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ پھر بقایا آیات جو فقیر نے ایک علیحدہ رسالہ مروجہ ختم شریف میں لکھی ہیں۔ یعنی ان رحمۃ اللہ سے لیکر

تا اللہ رب العالمین ۔

**فائدہ** : اگر پنج آیت اور دوسری سورۃ یا رکوع یاد نہ ہو تو مختصر طریقہ یہ ہے کہ اول تین مرتبہ درود شریف پھر تین مرتبہ سورۃ فاتحہ یعنی الحمد شریف پھر تین مرتبہ سورۃ اخلاص یعنی قل ہو اللہ شریف پھر تین مرتبہ درود شریف (جو درود شریف بھی یاد ہو) پڑھ کر صاحب روح و جملہ اہل ایمان کی ارواح کو بخشا جائے ۔ جسے ہم نے مروجہ ختم شریف میں لکھدیا ہے ۔

**قبر میں مردہ کا حال** : قبر میں عام مردہ کا حال ایسے ہے جیسے کوئی اندھے کنوئیں میں ہو وہ فریادی ہوتا ہے۔ ایسے زندوں کی طرف سے دعائیں اور خیرات اور قرآن خوانی ہر تکلیف اور پریشانی سے محفوظ کرلیتی ہے (مشکوٰۃ ملخصا) چند روایات و حکایات ملاحظہ ہو ۔

**ضرورتمند مردہ** : زندوں سے اہلِ اموات قبور میں بہت زیادہ ضرورتمند ہیں چنانچہ ابن ابی الدنیا نے فرمایا کہ اسلاف میں یہ بات مشہور تھی کہ مردوں کو دعاؤں کی حاجت زندوں کے کھانے پینے سے بھی کہیں زائد ہے اور اس کی دلیل قرآن سے یہ ہے کہ : " اور وہ لوگ جو ان کے بعد آئے کہتے ہیں کہ اے رب : تو ہم کو اور ہمارے ان بھائیوں کو بخش دے جو ہم سے قبل بحالت اسلام دنیا سے رخصت ہو چکے ہیں ۔

**نورانی پوشاکیں** : ابن ابی الدنیا نے ایک بزرگ سے روایت کیا وہ کہتے ہیں کہ ایک رات میں نے اپنے بھائی کو قبر میں دیکھا تو پوچھا کہ ۔ اے بھائی ! کیا ہم لوگوں کی دعا تم کو پہنچتی ہے ؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ ہاں وہ نورانی لباس کی شکل میں آتی ہے جو ہم پہن لیتے ہیں ۔

**نور کے پہاڑ** : ابن ابی الدنیا نے ابو قلابہ سے روایت کیا انہوں نے فرمایا کہ



میں شام سے بصرہ آیا تو ایک خندق میں اترا وضو کرکے دو رکعت نماز ادا کی پھر اپنا سر ایک قبر پر رکھ کر سو گیا ۔ خواب میں دیکھا کہ صاحب قبر مجھ سے کہہ رہا ہے کہ تم نے مجھ کو تکلیف پہنچائی ۔ ہم جانتے ہیں کہ تم کو پتہ نہیں ۔ ہم عمل پر قادر نہیں ۔ تم نے دو رکعت جو نماز پڑھی وہ دنیا و مافیہا سے بہتر ہے ۔ پھر اس نے کہا کہ اہلِ دنیا کو اللہ ہماری طرف سے جزائے خیر دے ۔ جب وہ ہم کو ایصالِ ثواب کرتے ہیں تو وہ ثواب نور کے پہاڑ کی مثل ہم پر داخل ہوتا ہے ۔

علامہ دمیری رحمۃ اللہ علیہ حیوٰۃ الحیوان کی دوسری جلد میں ارقام فرماتے ہیں :

| | |
|---|---|
| رَوٰی اَحْمَدُ عَنْ طَاؤُسٍ فِی کِتَابِ الزُّھْدِ اِنَّہٗ قَالَ اِنَّ الْمَوْتٰی یُفْتَنُوْنَ فِیْ قُبُوْرِھِمْ سَبْعَۃَ اَیَّامٍ فَکَانُوْا یَسْتَحِبُّوْنَ اَنْ یُّطْعَمَ عَنْھُمْ تِلْکَ الْاَیَّامَ | امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الزہد میں طاؤس تابعی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی ہے انہوں نے کہا کہ مردے اپنی قبروں میں سات دن آزمائش میں ڈالے جاتے ہیں اسلئے صحابہ کرامؓ ان دنوں میں مردوں کی طرف سے کھانا کھلانے کو مستحب جانتے تھے ۔ |

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ میں باب زیارۃ القبور میں ارقام فرماتے ہیں :

| | |
|---|---|
| و مستحب است کہ تصدق کردہ شود میت بعد از رفتن او از عالم تا ہفت روزہ | مستحب ہے کہ میت کی طرف سے اسکی وفات سے لیکر سات روز تک صدقہ و خیرات کیا جائے ۔ |

**فائدہ** : الحمد للہ اہلسنت اپنے مردوں کیلئے مرتے ہی دفنانے تک پھر اس کی روزانہ کی خیرات و دعاؤں اور قرآنی خوانی سے مدد کرتے ہیں بلکہ پھر جمعراتیں اور سالیانہ وغیرہ کرتے ہیں ۔ لیکن دیوبندی وہابی مردے محروم ہیں ۔

**اہل قبور کی ناراضگی** : ابن ابی الدنیا نے بعض متقدمین سے روایت کیا کہ

میرا ایک قبرستان سے گزر ہوا اور وہاں دُعا مانگی، تو ایک غیبی آواز آئی کہ ان کے لئے دُعائے رحم کرو۔ کیونکہ ان میں غمگین اور مخزون سب ہی ہیں۔ ابن رجب نے روایت کیا کہ جعفر خلدی نے اپنی سند سے روایت کیا کہ میرے باپ نے کسی ایک صالح کو خواب میں دیکھا وہ شکایت فرما رہے ہیں کہ تم نے اپنے ہدیے ہم کو بھیجنا کیوں چھوڑ دیئے؟ انہوں نے سوال کیا۔ کیا جناب مُردے بھی زندوں کے ہدیوں کو پہچانتے ہیں۔ تو انہوں نے فرمایا کہ اگر زندے نہ ہوتے تو مردے تباہ ہو جاتے (شرح الصدور ص ۲۰۱)

**ایک دوگانہ سے تمام گورستان والے بخشے گئے** : ابن بخار نے اپنی تاریخ میں مالک بن دینار سے روایت کیا کہ میں جمعہ کی رات ایک قبرستان میں داخل ہوا تو دیکھا کہ ایک نور چمک رہا ہے۔ تو میں نے کہا کہ لَا اِلٰہ اِلَّا اللہ۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قبرستان والوں کو بخش دیا تو ایک غیبی آواز آتی ہے کہ اے مالک بن دینار! یہ مومنوں کا تحفہ ہے۔ اپنے مومن بھائیوں کے لئے۔ میں نے غیبی آواز کو خدا کا واسطہ دے کر پوچھا کہ یہ ثواب کس نے بھیجا ہے؟ تو آواز آئی کہ، ایک مومن بندہ اِس قبرستان میں داخل ہوا اور اچھی طرح وضو کیا اور پھر دو رکعت نماز ادا کی اور اس کا ثواب اہل قبر کے لئے بخش دیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس کے ثواب کی وجہ سے یہ روشنی اور نور ہم کو دے دیا مالکؒ نے کہا پھر میں بھی ہر شب جمعہ کو ثواب کا ہدیہ کرنے لگا۔ تو خواب میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی۔ آپ فرما رہے تھے کہ اے مالک! جتنے نور تو نے ہدیہ کئے ان کے بدلے اللہ تعالیٰ نے تیری بخشش فرما دی۔ اور تیرے لئے جنت میں ایک محل تیار کیا۔

**نورانی طباق** : ابن ابی الدنیا نے یسار بن غالب سے روایت کیا۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک رات خواب میں رابعہ بصریہؒ کو دیکھا۔ میں ان کے



لئے بہت دُعا کرتا تھا۔ انہوں نے مجھ سے کہا کہ اے یسار! تمہارے بھیجے ہوئے ہدایا مجھ کو نورانی طباقوں میں ریشمی رومالوں سے ڈھک کر پیش کیے جاتے ہیں۔

**خرچ کم فائدے بے شمار** : ابن ابی شیبہ نے حسن سے روایت کیا اللہ تعالیٰ نے دو چیزیں انسان کو دیں۔ جو اس کی نہ تھیں۔ وصیت۔ حالانکہ مال دوسرے کا ہو جاتا۔ اور مسلمانوں کے لئے دُعا حالانکہ اس میں مسلمانوں کا کچھ خرچ نہیں ہوتا۔

ان تمام روایات سے معلوم ہوا کہ بندہ قبرستان میں جاکر تمام مُردوں کو اور اپنے عزیز و اقارب کو نوافل۔ تلاوتِ قرآن اور مذکورہ مختلف سورتوں بالخصوص سورہ اخلاص کا ثواب پڑھ کر پہنچائے تو ان کے وسیلہ سے اللہ تعالیٰ قبرستان والوں پر بھی رحم فرماتا ہے اور ثواب پہنچانے والوں کو بھی خصوصی فضل و کرم سے نوازتا ہے

## سوالات وجوابات

**سوال** : ختم شریف کا موجودہ طریقہ حضور علیہ السلام سے ثابت نہیں نہ ہی صحابہ کرام سے فلہٰذا یہ بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے؟

**جواب** : یہی سوال وہابیوں دیوبندیوں کا مذہب ہے اگر یہ سوال سرے سے غلط ہو جائے تو ان کا مذہب ڈوب جائے گا۔ سوال اس لئے غلط ہے کہ ہزاروں مسائل ہیں جو حضور علیہ السلام اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے زمانے میں نہ تھے تو کیا وہ بھی گمراہی ہے۔ مثلاً مسجد میں کے مینار ومحراب موجودہ اور قرآن کے تیس پاروں کی تقسیم اور ہر ایک کے علیحدہ علیحدہ نام اور اعراب زیر۔ زبر۔ پیش شدّ و مد وغیرہ تو یہ کسی اصول اسلام کے تحت جائز ہیں تو ختم شریف وغیرہ بھی اسی اسلامی

اصول سے جائز ہے۔

**اصولِ اسلام :** بدعت دو قسم کی ہے (۱) حسنہ (۲) سیئہ ، حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اشعۃ اللمعات جلد اوّل (باب الاعتصام ، زیر حدیث کل بدعۃ ضلالۃ ) میں فرماتے ہیں :۔

" آنچہ موافق اصول و قواعدِ سنت است وقیاس کردہ شدہ است آں را بدعت حسنہ گویند و آنچہ مخالف باشد باعث ضلالت گویند "

" جو بدعت اصول و قواعدِ سنت کے موافق ہو اور اس سے قیاس کی ہوئی ہو اس کو بدعتِ حسنہ کہتے ہیں اور اس کے خلاف کو گمراہی یعنی بدعت سیئہ "

**تائید :** مشکوٰۃ شریف باب العلم میں خود حضور علیہ السلام نے مذکورہ بالا اصول کی تائید فرمائی ہے چنانچہ فرمایا :۔ مَنْ سَنَّ فِي الْإِسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً فَلَهُ أَجْرُهَا وَأَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ بَعْدِهِ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَنْقُصَ مِنْ أُجُورِهِمْ شَيْءٌ وَمَنْ سَنَّ فِي الْإِسْلَامِ سُنَّةً سَيِّئَةً فَعَلَيْهِ وِزْرُهَا وَوِزْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ غَيْرِ أَنْ يَنْقُصَ مِنْ أَوْزَارِهِمْ شَيْءٌ ۔

ترجمہ :۔ جو کوئی اسلام میں اچھا طریقہ جاری کرے اس کو اس کا ثواب ملے گا اور ان کا بھی جو کہ اس پر عمل کریں گے اور ان کے ثواب سے کچھ کم نہ ہوگا ۔ اور جو شخص اسلام میں برا طریقہ جاری کرے ۔ اس پر اس کا گناہ بھی ہے اور ان کا بھی جو اس پر عمل کریں ۔ اور ان کے گناہ میں کچھ کمی نہ ہوگی "

**فائدہ :** اس حدیث میں بدعت کو لفظِ سنت سے تعبیر کیا گیا ہے اور دو قسمیں حسنہ اور سیئہ ظاہر ہیں ۔ جن کو دوسرے الفاظ میں بدعتِ حسنہ اور بدعت سیئہ کہتے ہیں ۔ جس بدعت کی اسلام میں مذمت کی گئی ہے وہ بدعتِ سیئہ ہے اور جس پر عمل ہو رہا ہے وہ بدعت حسنہ ہے ۔ اگر یہ قاعدہ نہ مانا جائے تو اسلام کے



بے شمار مسائل ختم ہونے چاہئیں جنکی بے شمار مثالیں فقیر نے " العصمۃ عن البدعۃ " میں قائم کی ہیں :۔

**بدعت پر ثواب :** حضرت الامام العلامہ سیدی عبدالغنی نابلسی قدس سرہ القدسی حدیقۂ ندیہ میں فرماتے ہیں :۔

" نیک بات اگرچہ بدعت و نو پیدا ہو اس کا کرنے والا سُنّی ہی کہلائے گا نہ کہ بدعتی ، اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نیک بات پیدا کرنے والے کو سنت نکالنے والا فرمایا تو ہر اچھی بات کو سنت میں داخل فرمایا ۔ اور اسی ارشادِ اقدس میں نئی نئی باتیں پیدا کرنے کی اجازت فرمائی اور یہ کہ جو کوئی ایسی بات نکالے گا ثواب پائے گا اور قیامت تک جتنے اس پر عمل کریں گے ۔ سب کا اسے ثواب ملے گا ۔ خواہ اس نے یہ بات ایجاد کی ہو ۔ اس کی طرف منسوب ہو اور چاہے وہ عبادت ہو یا کوئی ادب کی بات ہو یا کچھ اور "

اور حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کیمیائے سعادت میں فرماتے ہیں :۔

" ہر بدعت ایسی نہیں ہوتی کہ اسے ترک کر دیا جائے بلکہ بہت سی بدعتیں نیک اور عمدہ بھی ہوتی ہیں ۔ ہاں وہ بدعت واجب الترک ہے جو خلافِ سنت ہو "

فتح المبین میں ہے کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا :۔

" بدعت کی دو قسمیں ہیں ایک وہ جو کتاب و سنت یا اثر یا اجماع کے خلاف ہو وہ بدعت سیئہ ہے ۔ دوسری بدعت یہ کہ کوئی ایسا نیک کام جاری کیا جائے جو کتاب و سنت اور اثر و اجماع کے خلاف نہ ہو وہ بدعتِ حسنہ ہے "

**تائیدِ فاروقی :** اگر ہر بدعت بری ہوتی تو تراویح رمضان المبارک کے لئے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ، کبھی نہ فرماتے ۔

## (نِعْمَتِ الْبِدْعَةُ هٰذِهٖ)

"یہ بدعت اچھی ہے"

**دعوتِ غور و فکر** : غور فرمایئے کہ ختم شریف میں وہ کونسی چیز ہے جس کو برا کہا جائے۔ مسلمانوں کا اجتماع ہوتا ہے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر قرآن خوانی ہوتی ہے اور علماءِ کرام یا حفاظ قرآن یا صرف چند آیات (ختم شریف) پڑھ کر اس مجموعہ کا ثواب میت کی روح پر فتوح کو بخش دیا جاتا ہے اور شیرینی یا طعام حاضرین میں تقسیم کر دیتے ہیں اور یہ سب چیزیں الگ الگ بلا شک و شبہ مباح اور جائز ہیں تو ان کا مجموعہ کیوں حرام ہو گیا ہے۔ مزید تفصیل فقیر کی کتاب (اعانۃ الاحباب) میں دیکھئے۔

**سوال** : ختم شریف میں آیات کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے پڑھنے کا کیا جواز ہے ایک جگہ سے پڑھ لیا جائے تو کیا حرج ہے؟

**جواب الزامی** : پہلے عرض کیا گیا ہے کہ میت کو قرآن مجید کے ثواب پہنچانے سے راحت ملتی ہے اور یہ بھی بتایا گیا ہے کہ مختلف سورتوں اور آیات کا ثواب زیادہ ہے اور یہ اسلامی قاعدہ ہے کہ جب قرآن مجید سے غرض و غایت مختلف آیات سے حاصل ہوتی ہے تو ٹکڑے ٹکڑے آیات کے پڑھنا جائز ہے۔ مثلاً مقرر تقریر کرتا ہے وہ نماز کے فضائل ایسے ہی زکوٰۃ وغیرہ کوئی آیت کہیں سے پڑھیگا کوئی آیت کہیں سے تو یہ شرعاً جائز ہے تو ختم شریف میں بھی جائز ہے ایسے مناظر مناظرہ میں دلائل دے گا تو مختلف آیات پڑھے گا۔ ایسے ہی نماز میں امام صاحب جب پہلی رکعت میں کچھ پڑھے گا اور دوسری میں اور آیات پڑھے گا۔ تو یہ قرآن کے ٹکڑے ٹکڑے جائز ہیں تو ختم شریف کے لئے بھی جائز ہیں۔

**جواب تحقیقی** : جب طے ہو گیا کہ قرآن مجید کے ثواب سے عالم برزخ میں



برزخ والوں کو راحت و فرحت نصیب ہو جاتی ہے چونکہ سالم قرآن مجید پڑھنے کے لئے وقت طویل کی ضرورت ہے لیکن اتنا ہر ایک کو وقت کہاں کہ سالم قرآن مجید ختم کیا جائے۔ اسلاف نے قرآن مجید کے وہ چند آیات جمع کر لئے کہ جن کے پڑھنے سے سالم قرآن مجید کا ثواب مل جائے۔ بلکہ مزید براں ؛ چنانچہ حدیث شریف میں ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ تم میں سے کوئی عاجز ہے کہ رات کو تہائی قرآن کی پڑھے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی حضور کون ہے جو تہائی قرآن رات کو پڑھ لیا کرے۔ آپ نے فرمایا ؛ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ يَعْدِلُ ثُلُثَ الْقُرْآنِ (رواہ مسلم والبخاری والنسائی ومالک و ابو داؤد) : یعنی "قل ھو اللہ احد" تہائی قرآن کے برابر ہے۔ اسی لئے ہم ختم شریف میں سورۃ اخلاص تین بار پڑھتے ہیں۔ اسی طرح باقی سورتوں اور آیات کے نمبر ۲۱ بھی ہیں کہ جن کے پڑھنے سے بہت بڑا اجر و ثواب (ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء) یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جسے چاہے عطا فرمائے۔

**مزید وضاحت** : اس قاعدہ کو نہ بھولیں کہ میت کو قبر میں بہت بڑے ثواب کی ضرورت ہے۔ یہ ایسے ہے جیسے کوئی مسافر دوسرے غیر ملک میں ہو تو اسے روپیوں پیسوں وغیرہ سے بذریعہ ڈاک اسکی ہر طرح ضرورت پوری کی جائیگی ایسے ہی مردہ دوسرے ملک میں ہے اس کے لئے ثواب ہر طرح کا چاہئے اس کے متعلق حاجی امداد اللہ رحمۃ اللہ علیہ دیوبندیوں کے پیر و مرشد فیصلہ ہفت مسئلہ میں لکھتے ہیں کہ جو شخص کھانا وغیرہ سے قرآنی آیات کا ثواب بھی ملا دے گا تو سونے پر سہاگہ ہو گا کہ اس غریب مسافر (مردہ) کو بہت زیادہ آرام پہنچائے گا۔ لیکن یہ دیوبندی وہابی اپنے مردوں کے تو دشمن ہیں۔ دوسرے مسلمانوں کو بھی روکتے ہیں افسوس تو یہ ہے کہ بعض لوگ زندوں کے دشمن ہوتے ہیں۔ یہ مردوں

کے بھی دشمن ہیں خلاصہ یہ کہ طعام کے ثواب کے ساتھ ساتھ قرآن مجید کا ثواب بھی
مُردوں کو بھیجا جائے گا تو اس کا کام بن جائے گا. سالم قرآن مجید پڑھنے میں بڑا
وقت چاہیئے اسی لئے چند آیات کا انتخاب کیا گیا اور یہ قرآن مجید کا خاصہ اور اسکی
شان ہے کہ اسکی ہر سورۃ اور رکوع اور آیات میں بے بہا خزانے ثواب کے مخفی ہیں
اسی لئے اگر چند آیات پڑھکر میت کو ثواب کر اسکی عذاب سے جان چھڑالی جائے
تو اس سے وہابی دیوبندی کا کیا بگڑتا ہے.

**آیات ختم شریف کے مختصر فائدے:** اعوذ باللہ الخ ہر تلاوت کے
وقت پڑھی جاتی ہے. اس میں ثواب کے علاوہ اس سے شیطان بھاگتا ہے. تجربہ
شاہد ہے کہ ختم شریف میں جونہی اعوذ شروع ہوا تو جن شیطان بھاگتے ہیں لیکن
ہم نے انس شیطان بھی بھاگتے دیکھے. اعوذ کی برکت ہے (مِنَ الْجِنَّةِ
وَالنَّاسِ) شیطانوں سے پناہ مل گئی. بِسْمِ اللہ الخ حدیث شریف میں ہے
ستر ہزار بار پڑھکر مُردے کو بخشا جائے تو بہشت کا ٹکٹ عطا ہوتا ہے. مولوی قاسم
نانوتوی نے تحذیر الناس میں بھی لکھا ہے. اسکی ایک حکایت بھی لکھی ہے. ایکبار
پڑھنے کا ثواب بھی کچھ کم نہیں. لقد جاءکم رسول الخ دیوبندیوں وہابیوں
کے امام ابن القیم نے جلاء الافہام میں لکھا ہے کہ سیدنا شبلی رحمۃ اللہ علیہ ہر نماز کے
بعد اسے ایک بار پڑھتے پھر کہتے الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ،
۲ بار. انہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے زیارت سے مشرف فرمایا اور لبوں کو بوسہ
دیا اور فرمایا یہ اسی آیت کی وجہ سے ہے اسکی حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی قدر و
منزلت ہے تو زیارت سے مشرف فرمایا. ہمیں تو ہزاروں بار تسبیح کھڑکانے سے یہ
شرف نہیں ملتا. کوئی اور آیات، اور سورۃ ہو تو بھی قرآن کا ہر حصہ رحمت کا خزانہ
ہے. ہر سورت اور حرف سُنّی مُردے کو نصیب ہوتا ہے.

فقیہ کے جمع کردہ ختم شریف میں بھی آیت یاد کریں.



قل ھو اللہ احد الخ اس کا ثواب تہائی قرآن کے برابر ہے تین بار پڑھنے سے
سالم قرآن کا ثواب ملا. اسے کہتے ہیں کم خرچ بالا نشین.

**معوذتین:** ان دونوں سورتوں کے فضائل و برکات کا کیا کہنا کہ انہی دو
سورتوں سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سحر (جادو) کی بیماری سے شفا پائی
ان سے اگر ہمارے قبر کے بیماروں کو نجات مل جائے تو کیا کہنا.

**سورۃ الفاتحہ:** اس کے لئے احادیث صحیحہ میں وارد ہے کہ "نہ اس کے
مثل، توراہ میں کوئی سورت اتاری گئی. نہ انجیل میں، نہ زبور میں. نہ قرآن
میں اور باعتبار ثواب یہ قرآن کی سب سے بڑی سورت ہے وہ سبع مثانی
اور قرآن عظیم کی جان ہے کہ جو کچھ قرآن میں ہے سب سورۂ فاتحہ میں ہے.
اسی لئے اس سورۂ مبارکہ کا ایک نام اُمّ الکتاب ہے.

**آیات سورۃ البقرہ:** تا المفلحون کے بھی احادیث میں بکثرت فضائل ہیں
بلکہ فاتحہ کے بعد تا المفلحون پڑھنا تو سنّت ہے. بعض دیوبندی یہاں تک
پڑھکر ختم کرڈالتے ہیں. عوام کو تاثر دیتے ہیں. ہم نے سنت پر عمل کیا ہے
لیکن اسے عوام لُنڈا ختم کہہ دیتے ہیں ہاں ان دیوبندیوں سے کون پوچھے
کہ وہ سنّت تو سالم قرآن کی تلاوت کی حیثیت سے ہے اور تم نے عوام کو
دھوکہ دیکر اسے سنّت کہہ دیا. حالانکہ یہ طریقہ بھی بدعت ہے. بتایئے
بدعت کو سنّت کہنے کا کتنا گناہ ہے. جہنم میں جانا پڑے گا تو پھر کیا کروگے.

**پانچ آیات:** منتخبہ آیتیں جنہیں عرف عام میں پنج آیت کہا جاتا ہے انہیں
ہر ایک آیت کا ثواب کا شمار کون کرے.

**درود شریف:** اسی ثواب کے اضافہ کے ارادہ پر پڑھا جاتا ہے. آخر
میں اللہ کی تکبیر و تہلیل پر ختم کر کے مجموعہ کلام حاضرین سے بلاکر پھر سب بلکہ

مُردہ کی بخشش کی ۔ اور دُعا کے وقت اہل و عیال، قراء صلحا، اہل علم پڑوسیوں اور برادری کا اکٹھ ہوتا ہے جو کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام رض، تابعین و تبع تابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین کا طریقہ ہے ۔

**رحمت حق بہانہ می جوید :** صدقات، خیرات، قرآن خوانی و دیگر اجر و ثواب کے ساتھ اجتماعی دُعا کا یہ فائدہ ہے ۔ چالیس آدمی خالی ہاتھ اُٹھائیں تو اللہ تعالیٰ انہیں خالی نہیں لوٹاتا ۔ اس طرح مُردہ کی نجات کا بہانہ بن جائے گا ۔ اور اللہ تعالیٰ کی رحمت بیکراں کے لئے معمولی سا وسیلہ چاہیئے ۔ اور وہ ہم نے دُ... لگے بخشنے والا وہ کریم ہے ۔ فرماتا ہے ۔ "ان رحمتی وسعت کل شیٔ" میری رحمت ہر شئے کو وسیع ہے اور فرمایا "رحمتی سبقت غضبی" میری رحمت میرے غضب سے سبقت کر گئی ۔

**قاعدہ روحانیہ :** اللہ تعالیٰ بندوں کو بخشنا چاہتا ہے پکڑنا نہیں چاہتا یہی وجہ ہے ۔ وہ بڑے بڑے مجرموں کو معمولی سی بات پر بخش دیتا ہے ۔

**حکایت :** ایک بندے کو دوزخ کے دروازے پر جہنم میں داخل کرنے والے ہوں گے تو اللہ تعالیٰ سے فرمان آئے گا اسے چھوڑ دو میں نے اسے بخش دیا ۔ وہ بندہ عرض کرے گا میرے بخشے جانے کا موجب کیا ہے ۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ تو نے پیاسے کتے کو پانی پلایا ۔ اس لئے میں نے بخش دیا ۔ (بخاری ملخصاً)

**اِنتباہ :** اللہ تعالیٰ کے ہاں قرآن اور نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و احترام بہت زیادہ ہے جیساکہ احادیث مبارکہ پڑھنے والوں کو معلوم ہے کہ ان کے درمیان میں واسطہ سے بے شمار مجرم نجات پائیں گے ۔ اسی لئے تو ہم کہتے ہیں کہ وہ پیاسے کتے کے سبب بخشتا ہے تو قرآن خوانی سے بھی ضرور بخشے گا اور پھر ...سود اصلی، قرأتِ قرآن ہے ۔ خواہ کسی جائز طریقے پر پڑھا جائے ۔ اور خواہ



اسے کوئی بھی نام دیا جائے ۔ مثلاً ختم شریف، گیارہویں شریف، ...میلاد شریف، عرس شریف ۔ قلخوانی / سوئم چہلم کی روزانہ صبح و شام کی روٹی ۔ جمعراتیں، چہلم سالیانہ وغیرہ وغیرہ نام رکھنے سے کونسا حرج آگیا اور ایصالِ ثواب کا اصلی مقصد کیوں فوت ہوگیا ۔

**برادرانِ اسلام :** یقین جانئے کہ ان غریبوں کو دراصل نجدی کی تائید اور انگریز سے وفاداری کا ثبوت دینا تھا اسی لئے انکی مرضی کے حاصل کرنے کیلئے اہلسنت کے مسائل کے رنگ میں بھنگ ڈالنی ہے ۔ تجربہ کر لیجئے کہ انہیں اور عیسائیوں کو مٹانے کا خیال تک نہ آئے گا ۔ لیکن اہلسنت کے معمولات و مسائل مٹانے پر جان کی بازی لگا دیں گے ۔ اس لئے کچھ تو سوچیں کہ اسمیں راز کیا ہے ۔

**سوال :** طعام کے لئے ختم پڑھنے کا کیا معنیٰ کپڑے وغیرہ مثلاً نقد رقم پر دیتے ختم کیوں نہیں پڑھتے ؟

**جواب :** اولاً سمجھدار لوگ کپڑا اور رقم دیتے وقت بھی ختم پڑھتے پڑھواتے ہیں ۔ اگر نہیں پڑھا گیا تو بھی ہمارے مسلک کا بیّن ثبوت ہے کہ ہم ختم کو ایصالِ ثواب کے لئے واجب نہیں سمجھتے چنانچہ اس کے ثبوت کیلئے عمل کافی ہے کہ نقد اور کپڑا پر ختم نہیں پڑھا جاتا ۔ تاکہ عوام کو معلوم ہو جائے کہ ایصالِ ثواب کے وقت اگر کوئی ختم پڑھنے والا نہ بھی ملے تب بھی ختم پڑھے بغیر بھی میت کو ثواب مل جاتا ہے جیسے نقد اور کپڑا ختم کے بغیر دیا جاتا ہے اور اس کا ثواب میت کو مل جاتا ہے ۔ گویا ہم نے اس طرح کر کے "یَسِّرُوْا وَلَا تُعَسِّرُوْا" پر عمل کیا ہے ۔ یعنی مسائل و احکام شرعیہ وغیرہ میں آسانی کرو ۔ مشکلات کھڑی نہ کرو ۔

**سوال :** ایصالِ ثواب کے مروجہ طریقہ سے کفار کے ساتھ مشابہت ہے کیونکہ وہ بھی مُردوں کی تیرہویں کرتے ہیں ؟

**جواب** : کفار سے ہر مشابہت منع نہیں بلکہ بُری باتوں میں مشابہت منع ہے
پھر یہ بھی ضروری ہے کہ وہ کام ایسا ہو کہ جو کفار کی دینی یا قومی علامت بن چکا ہے۔
جس کو دیکھ کر لوگ اُس کو کافر قوم کا آدمی سمجھیں جیسے کہ دھوتی، چوٹی۔ زنار۔
ہیٹ وغیرہ ورنہ بہت سے امور ہم کرتے ہیں بعینہٖ ہندو بھی کرتے ہیں۔
نقشہ ملاحظہ۔

| نمبر شمار | مسلمان | ہندو |
|---|---|---|
| ۱ | تبرک کیلئے آبِ زمزم لاتے ہیں | گنگا کا پانی تبرک کے طور پر لاتے ہیں۔ |
| ۲ | آبِ زمزم سے نہاتے ہیں شفا سمجھکر | گنگا کے پانی سے اشنان کرتے ہیں۔ |
| ۳ | مسلمان قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہیں | ہندو وید پڑھتے ہیں اور سکھ گرنتھ پڑھتے ہیں |
| ۴ | مسلمان روزہ رکھتے ہیں۔ | ہندو برت رکھتے ہیں۔ |
| ۵ | ہم اپنے گناہوں کو مٹانے کیلئے بیت اللہ میں حج کرتے ہیں۔ | وہ بزعم خویش پوتر ہونے کیلئے ہردوار جاتے ہیں۔ |
| ۶ | ہم خدا کے سامنے نماز میں سجدہ کرتے ہیں | وہ اپنے بُتوں کے سامنے سجدہ ریز ہوتے ہیں۔ |

بلکہ اللہ تعالیٰ نے کافروں (بت پرستوں کی نماز کا ذکر بھی فرمایا مَا کَانَ صَلَاتُہُم
عِنْدَ الْبَیْتِ الخ اور نہ تھی انکی نماز بیت اللہ کے نزدیک اور حضور علیہ الصلاۃ
والسلام نے ان کا طواف کرنا اور لبیک لبیک پکارنے کی تصریح فرمائی ہے تو کیا پھر ہم
اپنے جملہ امور ترک کر دیں۔ ایسے ہی حضور علیہ السلام نے یہود کا روز عاشورہ کا
معکر روزہ رکھا اور امت کو استحبابی امر بھی فرمایا ہے ان جملہ امور میں غیروں (کافروں
ہندوؤں و یہودیوں) سے کھلی مشابہت ناجائز نہیں جبتک ان جیسا عقیدہ نہ ہو اس
سے دیابیوں کا وہ اعتراض بھی اُٹھ گیا کہ مشرک بُتوں کو خدا تعالیٰ کا وسیلہ سمجھتے اور
تم ولیوں نبیوں کو فلہذا مشرکوں اور سنیوں / بریلویوں میں کوئی فرق نہیں تو اس کا



جواب بھی یہی ہے کہ وہ بُتوں کو وسیلہ مانتے معبود سمجھ کر ہم وسیلہ بناتے
ہیں محبوب سمجھ کر۔

**سوال** : ایصالِ ثواب کا کون منکر ہے۔ یہ جو تم نے مقرر کر کے جمعراتیں وغیرہ
کرتے ہو یہ حرام اور ناجائز ہے؟

**جواب** : یہ بھی ایک انکار کا ایک حیلہ بہانہ ہے اسکا تفصیلی جواب فقیر
نے "نعم المعین فی جواز التعیین" میں لکھ دیا۔ یہاں صرف دیوبندیوں کے پیرو
مرشد کا ایک حوالہ کر دوں۔ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ فیصلہ ہفت
مسئلہ کے دوسرے مسئلہ فاتحہ مروجہ کے عنوان سوال مذکور کا جواب لکھتے ہیں کہ
رہا تعیین تاریخ۔ تو یہ بات تجربے سے معلوم ہوتی ہے کہ جو امر کسی خاص وقت
میں معمول ہو تو اس وقت وہ یاد آجاتا ہے اور ضرور ہو رہتا ہے اور نہیں تو سالہا
سال گزر جاتے ہیں۔ کبھی خیال بھی نہیں آتا۔ اسی قسم کی مصلحتیں، ہر امر میں ہیں۔
جن کی تفصیل طویل ہے۔ محض بطور نمونہ تھوڑا سا بیان کیا گیا ہے۔ ذہین
آدمی غور کر کے سمجھ سکتا ہے اور قطع نظر مصالح مذکورہ کے ان میں بعض اسرار
بھی ہیں۔ بس اگر یہی مصالح بنائے تخصیص ہوں تو کچھ مضائقہ نہیں۔

**تبصرہ اویسی** : حاجی صاحب مرحوم نے صحیح فرمایا کہ تاریخ کی تعین سے ہم
سُنی اپنے مُردوں کے ایصال ثواب میں کبھی کوتاہی نہیں کرتے دیوبندیوں کے مُردے
قبروں میں انہیں بد دعائیں دے رہے ہیں کیونکہ تعیین کے چکر سے خود ایصالِ
ثواب کے عمل سے محروم ہیں ہم نے تو کبھی نہیں سُنا کہ فلاں دیوبندی وہابی
قلخوانی تیجہ وغیرہ کر رہا ہے۔

**عقلی دلیل** : اگر تعین فی الواقع بدعتِ گناہ ہے تو پھر اس قسم کا دعویٰ کرنے
والے خود کو اس فتویٰ کی زد سے نہیں بچا سکتے مثلاً کوئی صاحب جلسہ کرانا چاہتے ہیں۔ اُس

ہیں مختلف علماء کرام کی شرکت بھی ضروری ہے اور عوام کو اُس جلسہ کی اطلاع ضروری ہے۔ اور جلسہ کا موضوع بتانا بھی لازمی ہے۔ تو اشتہار میں کوئی تعیین نہ کریں۔ مثلاً اشتہار کا عنوان کچھ یُوں ہو **جلسہ یا کانفرنس** کسی سال کے کسی مہینہ کی کسی تاریخ اور کسی دن کے کسی وقت کسی نہ کسی موضوع پر کسی قسم کا کوئی جلسہ منعقد کیا جائے گا۔ جس میں کوئی مولوی صاحب کسی نہ کسی موضوع پر کسی قسم کی کوئی تقریر کریں گے۔ جلسہ کی صدارت کے فرائض کوئی نہ کوئی صاحب ضرور ادا کریں گے۔ کوئی صاحب آکر جلسہ کی رونق کو دوبالا کریں۔ (المشتہر کوئی بندۂ خدا) ایسے اشتہار چھاپنے والے (مشتہر) کو پاگل نہیں پاگلوں کا باپ کہیں گے اور نہ ہی یہ جلسہ وغیرہ کسی کام کا جب تک کہ اسمیں نہ ماہ۔ یوم۔ وقت۔ جلسہ کا مقصد اور جلسہ گاہ اور مقام وغیرہ کی تعیین نہ ہوگی۔ تو جیسے جلسہ کے لئے درجنوں تعیینات ضروری تو نہیں لیکن مصلحت و ضرورت کے تحت لازمی بھی ہیں۔ ہم [illegible] وں کو یہی کہتے ہیں کہ بے شک روڑے اٹکا لو۔ لیکن ایصالِ ثواب ہم کریں گے ضرور۔ ایسے ہی شادی بیاہ اور دیگر کاروبار سمجھ لیجیے۔ ثابت ہوا کہ تعیین محض سہولت کے طور ہو تو اس سے حلال اور جائز فعل حرام یا ناجائز نہیں ہو جاتا۔

**فیصلہ سیدنا مجدّد الف ثانی رض:** وایضاً پرسیدہ بودند کہ ختم کلام اللہ کردن و نماز نفل گزاردن و تسبیح و تہلیل کردن و ثواب آں را بوالدین یا باستادیا باخوان دادن بہتر است یا باکسے ندادن بہتر نداند کہ دادن بہتر ست۔ کہ ہم نفع بغیر ست و ہم نفع بخود و در نادادن نفع مخصوص بخود ست و نیز شاید بطفیلِ دیگران کہ ہم نفع آں عمل را قبول فرمایند والسلام۔ مکتوبات شریف حصّہ ہفتم دفتر دوئم۔ مکتوب صفحہ ۵۷

سیدنا مجدد الف ثانی حضرت امام ربانی رضی اللہ عنہ، نے فرمایا آپ نے پوچھا تھا کہ قرآن مجید ختم کرنا اور نفل نماز پڑھنا اور تسبیح و تہلیل کرنا اور اس کا ثواب والدین کو یا استاد



کو یا بھائیوں کو بخش دینا۔" یہ بہتر ہے یا کسی کو نہ بخشنا بہتر ہے؟ جان لینا چاہیئے کہ ثواب بخش دینا بہتر ہے۔ اس لئے کہ اس میں دوسروں کا بھی نفع ہے۔ اور اپنا بھی فائدہ ہے اور نہ بخشنے میں صرف اپنا فائدہ ہے اور یہ بھی ہے کہ شاید دوسرے کی طفیل اس کا عمل بھی قبول ہو جائے۔ (والسلام)

**آخری گذارش:** امواتِ مسلمین کو ہدیہ اجر و ایصالِ ثواب باجماع اہلسنّت وہ کارِ خیر و مندوب ہے کہ خود شرعاً محبوب بلکہ مطلوب ہے۔ خود احادیثِ کریمہ میں اس پر ترغیب وارد کہ فرمایا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے، کہ تم میں سے جو اپنے بھائی مسلمان کو نفع پہنچا سکتا ہے وہ پہنچائے۔ یہ حکم عام اور شامل ہے اور اس میں ہر مسلمان بھائی داخل، خواہ وہ زندہ موجود ہو، یا مردہ مرحوم۔ جیسا ایصالِ ثواب کیا جائے گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ اس سے اُسے فائدہ پہنچے گا۔ اور وہ مرحوم اس ثواب کو پاکر خوش ہوگا۔ تو اس کارِ خیر سے روکنے کے لئے بہانے تراشنا اور تعیین کو حیلہ بنا کر آڑے آنا کہ فلاں تاریخ و فلاں دن کی خصوصیت نے یا فلاں طریقے کی رعایت نے اسے بدعت بنا دیا۔ کسی سفیر و احمق جاہل کا کام ہو سکتا ہے۔ یا پھر ان گمراہوں اور گمراہ گروں کا۔ جو اپنے بطون میں جراثیم وہابیت لئے پھرتے ہیں اور مسلمان میں افتراق و انتشار پھیلا کر انہیں امورِ خیر سے عاری لاکر اہلسنّت و جماعت کے اجماع کو پارہ پارہ کرتے ہیں۔ مسلمان بھائی تو اتنا یاد رکھیں کہ ایصالِ ثواب کے لئے مساکین کو کھانا کھلانا، یا ان میں تقسیم کرنا اور نیک نیت سے خیرات کرنا جس میں نہ محتاج پر احسان رکھا جائے۔ نہ اس کو تکلیف دی جائے اور نہ کھانے کی بے حرمتی ہونے پائے۔ یونہی پرندوں کے لئے پانی رکھنا۔ دانہ ڈالنا۔ حتیٰ کہ کُتے کو روٹی ڈالنا۔ مسکین کو کپڑا دینا۔ میلاد شریف پڑھوانا۔ ان کے علاوہ اور جا بجا ثواب کی باتیں ہیں۔ ان کا عمل میں لانا۔

اور ان کا ثواب میت کو پہنچانا بلاشبہ جائز اور کارِ ثواب ہے۔ یونہی قرآن مجید پڑھنے کے لئے مسجد میں رکھنا۔ صدقۂ جاریہ ہے۔ جب تک وہ رہیں گے اور پڑھے جائیں گے اس کے رکھنے والے اور میت کو ثواب پہنچے گا۔ اور کیا ثواب؛ ہر حرف پر دس نیکیاں جیسا کہ حدیث شریف میں فرمایا۔ "میں نہیں کہتا الم ایک حرف ہے بلکہ الف ایک الگ حرف ہے۔ لام الگ حرف ہے۔ میم الگ حرف ہے۔" یونہی میت کی قبر پر پھول چڑھانا مفید ہے۔ وہ جب تک تر ہے رب العزت کی تسبیح کرتا ہے اور اس سے میت کا دل بہلتا ہے اور ان جملہ امور مذکورہ بالا سب کا ثواب میت کو پہنچتا ہے اور وہ اس سے ایسا خوش ہوتا ہے جیسے دُنیا میں دوستوں کے ہدیے تحفے سے ملائکہ ان ثوابوں کو نور کے طبق میں رکھ کر میت کے پاس لے جاتے ہیں اور اس سے کہتے ہیں کہ اے گہری گور والے! یہ ثواب تیرے فلاں عزیز یا دوست نے بھیجا ہے۔

(حاشیہ فیصلہ ہفت مسئلہ)

**دو قدم آگے:** دیوبندی وہابی موجی لوگ ہیں مسئلہ نہ مانیں تو نہ مانیں اگر ماننے پر آجائیں تو پھر چھلانگ لگا دیتے ہیں اس کی تفصیل فقیر نے اپنی تصنیف "دیوبندی شترِ مرغ" میں لکھدی ہے کچھ وہی بات یہاں ہے۔

دیوبندی کے امام اوّل مولوی اسماعیل دہلوی نے تقویۃ الایمان میں حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بہتان تراشی کی کہ آپ نے فرمایا "میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں (معاذ اللہ) لیکن اس کے چیلے موج میں آگئے تو ایک عام مسلمان مردے کے لئے لکھدیا۔ مثلاً خدام الدین ۱۶ مئی ۱۹۶۹ء میں ہے۔

**میت کو ایصالِ ثواب کرنیوالوں کا تعارف کرایا جاتا ہے:** میت کو جب



یہ ثواب پہنچتا ہے تو مرنے والا پوچھتا ہے کہ یہ انعام کہاں سے آیا ہے؟ یہ تحفہ کس نے بھیجا؟ تو اگر بخشنے والے اور مرنے والے کی پہچان ہو تو وہ کہتے ہیں جی تمہارا مرید۔ تمہارا خلیفہ۔ تمہارا شاگرد۔ تمہارا بیٹا۔ بیوی۔ خاوند۔ سوہرا۔ داماد۔ کوئی بھی جو رشتہ دار ہے اس نے یہ ثواب بھیجا ہے۔ اور اگر جان پہچان نہ ہو مثلاً میں کہوں "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یا اللہ! اس کا ثواب میرے ابا سے ساتویں پشت تک دادا اور میری اماں سے ساتویں پشت تک نانی نانا جتنے فوت ہو چکے ہیں سب کو پہنچے۔" تو اب وہ جتنے ہیں اماں کے علاوہ ننھیال اور ددھیال میں نے کسی کو نہیں دیکھا تو اب وہ کہیں گے کہ یہ کہاں سے آیا ہے؟ تو فرشتے پہچان کرائیں گے کہ یہ تیری نسل میں ایک ہے آدمی جس کا نام ہے مثلاً بشیر احمد اس نے یہ تحفہ آپ کی طرف بھیجا ہے۔ تو زندہ انسان کے ذریعے جسے جو ثواب پہنچایا جاتا ہے۔ مرنے والوں کو اس کا تعارف اور پہچان کرائی جاتی ہے۔ وہ روحیں خوش ہوتی ہیں۔ اس لئے ثواب پہنچانا اچھی چیز ہے اور ضرور پہنچانا چاہیئے۔ **تبصرہ اُویسی:** مسلمانو! خدارا سوچو کہ ایک طرف تو یہ عقیدہ "حضور علیہ السلام مٹی میں مل گئے" (معاذ اللہ) اور انہیں کیا خبر دُنیا میں کیا ہو رہا ہے۔ لیکن دوسری طرف ایک عام مسلمان کیلئے مثالیں دیکر یوں باور کرایا کہ گویا مُردہ گھر سے اُٹھ کر باہر ڈیرہ میں ڈیرہ ڈالے بیٹھا ہے۔ اور گھر پر کھانا پک کر گیا ہے۔ پوچھنے پر معلوم ہوا کہ کھانا گھر سے آیا ہے وغیرہ وغیرہ۔ اب اگر یُوں کہہ دیا جائے کہ گیارہویں شریف کے ایصالِ ثواب پر بھی یہی ہوتا ہے کہ ہم غریبوں کا تحفہ حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ، کو پیش ہوتا ہے تو بہ تقریر مذکور اس کے حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ، خوش ہو کر دُعا فرماتے ہیں تو اسی قاعدہ پر دیوبندی ہمارے ساتھ مل کر گیارہویں کریں کیونکہ ان کے اکابر کے غوث اعظم

پیران پیر ہیں۔ اگر گیارہویں خود نہیں کر سکتے تو بھر ان کو حرام کہنا یا اسے بند کرانے کی گندی عادت چھوڑ دیں۔

**خلاصہ کلام** : یہ ایصال ثواب ہر دن ممکن ہے اور اسی خصوصیت کے سبب یا کسی مصلحت کے پیشِ نظر ایک تاریخ کا التزام، جبکہ اُسے شرعًا واجب نہ جانے کچھ مضائقہ نہیں رکھتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر پیر کو نفلی روزہ رکھتے کیا اتوار یا منگل کو رکھتے۔ تو نہ ہوتا یا اس سے یہ سمجھا گیا کہ معاذ اللہ حضور نے پیر کا روزہ واجب سمجھا۔ یہی حال فاتحہ سوم و دہم و بستم و چہلم کا ہے کہ کسی نہ کسی مصلحت کے مدنظر ان کی تعیین کر لی گئی ہے۔ یہ تحقیقات نہ شرعی تحقیقات ہیں نہ ان کو شرعی سمجھا جاتا ہے۔ جاہل سے جاہل بھی کوئی مسلمان ایسا نہ ملے گا جس کا یہ عقیدہ ہو کہ اسی دن یا تاریخ کو ثواب پہنچے گا۔ اگر کسی اور دن تاریخ میں کیا جائے تو نہ پہنچے گا۔

**مقرر کرنا** : یہ محض رواجی اور عرفی بات ہے جو اپنی سہولت و آسانی کے لئے مسلمانوں میں معمول و مروج ہے۔ جبکہ یہ بھی حقیقت ہے کہ انتقال کے بعد ہی سے قرآن کریم کی تلاوت اور خیر خیرات کا سلسلہ جاری ہو جاتا ہے اور بہت دنوں تک جاری رہتا ہے۔ اس کے ہوتے ہوئے کیونکر کہا جا سکتا ہے کہ مخصوص ایام کے سوا، دوسرے دنوں میں لوگ اسے ناجائز جانتے ہیں، یہ تو مسلمانوں پر ناحق بدگمانی اور صریح افترا ہے۔ ورنہ یوں تو ہر مسلمان ایسی خرافات کہنے والوں کو لاجواب و خاموش و مبہوت کر دینے کی نیت سے کہہ سکتا ہے کہ روٹی کھلاتے وقت روٹی کو سامنے لانے کی بھی ضرورت نہیں پیٹھ کے پیچھے رکھ کر بھی کھا سکتے ہیں اور سر پر رکھ کر توڑ سکتے ہیں۔ مگر اے مخالفو! منکرو! یہ جو تم نے التزام کر رکھا ہے کہ روٹی سامنے ہی رکھ کر



کھاتے ہو تو کیا یہ شرعًا فرض و واجب ہے؟ اگر ہے تو دلیل و سند لاؤ اور نہیں تو اپنی ضد سے باز آؤ مگر ہے یہ کہ وہابیہ کے نزدیک جو واجب نہ ہو، اس کے التزام سے شیطان کا حصہ آجاتا ہے تو ثابت ہوا کہ وہابیہ شیطان کا حصہ کھاتے ہیں۔

غرض تاریخ و یوم کی تخصیص و تعیین عرفی ہے جس سے ثواب میں خلل نہیں آتا یہ تخصیصات و تقییدات، خالق کائنات نے مباح کی ہیں تو جب تک یہ لازم شرعی نہ سمجھی جائیں۔ مباح و مندوب ہی رہیں گی۔ اسی کی طرف اشارہ ہے۔ اس حدیث شریف میں کہ صوم یوم السبت لالک ولا علیک یعنی ہفتہ کا روزہ مباح ہے نہ واجب کہ آدمی کو اس کے ترک کرنے پر گناہ لازم آئے اور نہ اس پر ممانعت وارد کہ حکم عدولی قرار پائے اور موجب عتاب ہو منکرین یہ نہیں جانتے اور جانتے ہیں تو مانتے نہیں کہ آج کل جس طرح مدارس اور خانقاہیں اور مسافر خانے بنائے جاتے ہیں اور سب مسلمان اُن کو فعلِ ثواب سمجھتے ہیں تو کیا کوئی ثبوت دے سکتا ہے کہ فاتحہ جس طرح اب دی جاتی ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا۔ اور جب ممانعت کا ثبوت نہیں دے سکتا اور بے شک ہرگز نہیں دے سکتا تو دل سے حکم شرعی گھڑ کر شریعت پر افترا کیوں کرتا ہے۔

**ایصالِ ثواب کی تاریخ مقرر نہ کرنے کی حکمت** : ہم بار بار کہتے چلے آرہے ہیں کہ تعیین ہمارے نزدیک مصلحتًا ہے واجب و ضروری نہیں اور اللہ کی طرف سے متعین نہ ہونے میں ہزاروں حکمتیں ہیں انمیں ایک فرقہ دیوبند کے خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور سے سُنئے۔

**ایصالِ ثواب ہر وقت اور ہر جگہ کیا جا سکتا ہے** : اللہ تعالیٰ نے

اپنی کھلی رحمت کی وجہ سے کوئی تاریخ نہیں مقرر کی۔ اس لئے کہ مرنے والے پچھلوں کی امداد کے لئے بیقرار ہوتے ہیں۔ اب اگر خدا کوئی تاریخ مقرر کرتا تو اتنی تاریخ تک تو وہ ثواب اکا ذخیرہ جمع رہتا اور جب وہ تاریخ آتی پھر وہ تقسیم ہوتا۔ اگر کوئی دن خدا مقرر کر دیتا تو وہ کچھ دن پہلے وہ انتظار میں گزرتے اُن کے۔ پھر پہنچتا۔ تو اللہ تعالیٰ کی کُھلی رحمت نے مرنے والوں کی احتیاج کو نظر میں رکھ کر نہ وقت کی کوئی قید رکھی کہ فلاں وقت میں ثواب پہنچتا ہے اور نہ کوئی دن کی تعین کی کہ فلاں دن میں ثواب پہنچتا ہے اور نہ کوئی تاریخ مقرر کی کہ فلاں تاریخ کو ثواب پہنچتا ہے۔ نہ کوئی مہینہ مقرر کیا ہے کہ فلاں مہینے پہنچایا جاتا ہے۔ نہ کوئی جگہ مقرر کی کہ فلاں جگہ پر پہنچنے سے ثواب ملتا ہے۔ جب تک اس جگہ پر نہ پہنچیں ثواب نہیں پہنچتا اور نہ یہ کبھی اتنے افراد اکٹھے ہوں اور فلانے فلانے اکٹھے ہوں تب ثواب پہنچتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے چوبیس گھنٹے ہر پل اور ہر ذریعے سے راستے کھول رکھے ہیں۔ نہ کسی کو بلانے کی ضرورت ہے نہ کسی کا انتظار ہے نہ کسی وقت کا انتظار ہے نہ کسی مہینے کا انتظار ہے نہ کوئی خاص مشکل صورت ہے بس کہدو کہ یہ پڑھا ہے اسکا ثواب فلانے کو پہنچے یا دُعا مانگو کہ یا اللہ فلاں کو مغفرت کردے یا کوئی چیز فی سبیل اللہ دی ہے اس کا ثواب فلاں کو پہنچے۔ خدام الدین ۱۶ مئی ۱۹۶۶ء

**سُنی بریلوی اور وہابی دیوبندی جھگڑا ختم** : الحمدللہ یہی ہم کہتے ہیں صرف فرق یہی ہے کہ عوام کی سہولت کے لئے چند اُمور مصلحۃً عمل میں لائے ہیں۔ جیسے تعلیم اسلامی کے پھیلانے کے لئے مدارس قائم کرکے ہزاروں بدعات جاری کی جاتی ہیں جو عملاً نہایت ضروری ہوتی ہیں لیکن وہ شرعی ضروری نہیں بلکہ مصلحتی ہیں ایسے ہی ایصالِ ثواب کی ضروریات و لوازمات اور اسمار



کی جدت وغیرہ وغیرہ۔

**خاتمہ بالخیر** : تجربہ شاہد ہے کہ جس نے کسی کام کو نہیں کرنا ہے۔ لیکن اس کا صریح انکار بھی نہیں کر سکتا تو پھر وہ بہانے بناتا ہے اور معقول اور نامعقول کئی قسم کے عذر تراشتا ہے۔ کچھ یہی حال دیوبندیوں وہابیوں کا ہے کہ ایصالِ ثواب (مُردوں کو اجر و ثواب پہنچانا سنت ہے۔ لیکن اس سنت کی ادائیگی کے طریقے مختلف ہیں۔ اب یہ لوگ کھلم کھلا ایصالِ ثواب کا تو انکار نہیں کر سکتے لیکن ان کے طریقوں کے انکار میں ہزاروں حیلے بہانے بنائے جن کے متعلق فقیر اس رسالہ کے علاوہ دوسری تصانیف میں بہت کچھ لکھ چکا ہے اور ہمارے اکابر بھی ان کے منہ بند کر گئے۔ لیکن کیا کیا جائے یہ بیچارے عادت سے مجبور ہیں۔ کوئی نہ کوئی بہانہ بنا ہی لیتے ہیں۔ اب دو نئے بہانے تراشتے ہیں ان کے جوابات بھی ضروری ہیں۔

**سوال** :- یہ کہاں کا اصول ہے کہ پڑھے کوئی اور بخشے کوئی۔ مثلاً ختم پڑھنے والا ختم کرتا ہے تو لوگ کہتے ہیں ہم نے فلاں فلاں ثواب تمہارے ملک کیا؛

**جواب** :- یہ سوال جاہل دیوبندی تو کر سکتا ہے ورنہ ان کے اہلِ علم جانتے ہیں کہ شریعت میں تملیک ثواب جائز ہے یہ بھی اسی قبیل سے ہے۔

**جاہلانہ سوال** : نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تم لوگ (اہلسنت زندہ مانتے ہو اور ختم شریف مُردوں (اموات) کے لئے ہوتا ہے یا نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مُردہ مانو (معاذ اللہ) یا ان کے لئے میلاد شریف وغیرہ میں ختم نہ پڑھا کرو؟

**عالمانہ جواب :** یہ سوال عوام اور جہلاء پر معمولی طور پر مؤثر ہو جاتا ہے لیکن اہلِ علم کے نزدیک یہ سراسر جہالت کا مجموعہ ہے اس لئے کہ ختم شریف سے مقصد ایصال ثواب ہے جیسے تفصیل گزری اور ایصالِ ثواب اور ایسے ہی ثواب کی تملیک زندوں کے لئے بھی ہوتی ہے جیسے "حج بدل" زندہ انسان زندہ آدمی کے لئے پڑھتا ہے اور ایسے ہی نفلی عبادات پڑھکر نیت کرے کہ اس کا ثواب فلاں زندہ کے عملنامہ میں لکھا جائے۔ جیسے ہم حجاج کو طواف وعمرہ و دیگر نوافل وغیرہ کے لئے وصیت کرکے روانہ کرتے ہیں۔ اس قسم کی ہزاروں مثالیں شریعت مطہرہ میں موجود ہیں اور ہم اہلسنت تو اپنی ہر نیکی حضور آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔

**خلاصہ جواب :** اہلِ علم کو معلوم ہے کہ اپنا ثواب جیسے مُردے کو بخشا جا سکتا ہے ایسے ہی زندہ کو مثلاً حج بدل جو پڑھنے جائے گا اس کا ثواب بھیجنے والے کو ملے گا جانے والا ان عمال کا نائب محض ہے۔ ایسے ہی جملہ عبادات فرائض و واجبات کے علاوہ سب دوسرے زندہ انسان کو بخش سکتا ہے بلکہ بعض فرائض بھی دوسرے کی طرف سے ادا ہو جاتے ہیں اس کی تفصیل کتب فقہ میں موجود ہے۔

ھذا آخر ما رقمہ،

الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

بہاولپور۔ پاکستان ۴ ج ۱۴۱۱ھ

قرآنِ پاک کا بے بہا خزینہ

# تفسیر رُوح البیان

ترجمہ اُردو

# فُیُوضُ الرحمٰن

مترجم

محدّثِ دوراں مفسّرِ قرآن حضرۃ علامہ محمد فیض احمد اُویسی رضوی مدظلہ

کلام پاک کے سمجھنے میں یہ تفسیر آپ کی صحیح راہ نمائی کریگی، ہر پارہ ضخیم جلد پر مشتمل ہے

ناشر: مکتبہ اویسیہ رضویہ سیرانی محلہ بہاولپور (پاکستان)